تالیف

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

فضائل آفات

تالیف
ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

دار الابدال
اسلامی جمہوریہ پاکستان

فہرست مندرجات

آغاز سخن

نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحا بک یا سیدی یا نور اللہ

ہر عقل مند شخص موجودہ دور میں یہ مشاہدہ کرتا ہے کہ جب کسی کو کوئی پریشانی یا اچانک مصیبت آتی ہے تو وہ بہت زیادہ جزع وفزع اور دکھ کا اظہار کرتا ہے رونے، پیٹنے اور نازیبا کلمات زبان سے ادا کرتا ہے بلکہ بعض تو کفریہ کلمات بھی بول جاتے ہیں اور ایسا صرف اور صرف ایمان کی کمزوری اور معرفت خداوندی نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے حالانکہ کسی بھی عقل مند سے یہ مخفی نہیں کہ یہ دنیا مصیبتوں وآزمائشوں کا گھر ہے اس دنیا میں ہر فرد کسی نہ کسی پریشانی میں مبتلا ہے
جو لوگ مصیبت پر واویلا کرتے ہیں گویا وہ ایسے ہیں کہ ان کے علم میں ہی نہیں کہ ہر زندہ مرتا اور ہر صحت مند بیمار ہوتا ہے ہر خوشی دیکھنے والے کو غم کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے

اس دنیا کی بنیاد ہی مصائب وآلام پر رکھی گئی ہے اور تو اسے جھاڑ وجھنکار سے بالکل صاف دیکھنا چاہتا ہے اور زمانے سے اس کے مزاج کے خلاف امید رکھنے والے کی مثال یوں ہے جیسے کوئی پانی میں سے آگ کا شعلہ ڈھونڈ رہا ہو۔
اور جب تم کسی ناممکن چیز کی امید باندھ لو تو گویا خود کسی کنوئیں کے گرتے ہوئے کنارے پر امید کی عمارت تعمیر کررہے ہو
جو شخص بھی عقل کے ذریعے دنیا کا جائزہ لے گا تو اس پر آشکار ہو جائے گا کہ یہ دنیا آزمائشوں ومصیبتوں کا گھر ہے یہاں

کوئی بھی پریشانیوں اور مصائب سے محفوظ و مامون نہیں کیونکہ درحقیقت یہاں کی کسی بھی چیز میں راحت وسکون نہیں کسی پریشانی سے راحت ہی لذت ہے کھانے پینے کی آشیاءکو ہی دیکھ لیں جن کو انسان بڑے ذوق وشوق سے کھاتا پیتا ہے کہ ان میں کتنے نقصانات ہیں اگر کھانا زیادہ کھا لیا جائے تو اپھارے کا سبب بنتا ہے اور اکثر بیماریوں کی وجوہات یہ کھانا ہی بنتا ہے اور خواہش رکھنے کے باوجود کئی قسم کے کھانے انسان نہ کھانے پر مجبور ہے کہ وہ اس کے لیے مضر ہیں۔

درحقیقت مسلمان جب بھی کسی پریشانی کا سامنا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے گناہ معاف فرماتا ہے یا پھر اس کے درجات میں اضافہ فرما دیتا ہے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر مسلمان کو دنیا میں کسی بہت بڑی مصیبت کا سامنا کرنا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر کرم کرتے ہوئے چھوٹی مصیبت میں مبتلا کر کے بڑی مصیبت کو اس سے ٹال دیتا ہے۔

چھوٹی مصیبت نے بڑی مصیبت سے بچالیا:

حضرت سیدنا سعید بن میسّب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ
حضرت سیدنا لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے جب بھی تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو تو اسے اپنے حق میں بہتر جان اور یہ بات دل میں بٹھالے کہ میرے لیے اسی میں بھلائی ہے اگرچہ بظاہر وہ مصیبت ہی نظر آ رہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہوگی۔

پھر حضرت لقمان حکیم اپنے بیٹے کے ہمراہ ایک نبی علیہ السلام کی زیارت کے قصد سے سفر پر روانہ ہوئے کئی دن کا سفر کرنے کے بعد وہ ایک ویران جنگل میں پہنچے، گرمی شدید تھی کھانا وغیرہ ختم ہو گیا، خچر بھی تھک گئے اور پیاس کی شدت سے ہانپنے لگے تو دونوں باپ بیٹا نے پیدل ہی سفر شروع کر دیا اچانک انہیں دور ایک سایہ اور دھواں نظر آیا تو اسی طرف چل دیئے راستے میں آپ کے بیٹے کو ٹھوکر لگی اور اس کے پاؤں میں ایک ہڈی اس طرح سے گھسی کہ وہ پاؤں کے تلوے سے پار ہو کر ظاہر تلوے تک نکل آئی لڑکا درد کی شدت سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا، آپ نے اپنے دانتوں سے ہڈی نکالی جب لڑکے کو ہوش آیا تو اس نے کہا ابا جان آپ تو مجھے فرما رہے تھے کہ ہر مصیبت میں بھلائی ہے یہ مصیبت میرے حق میں بہتر کس طرح ہو سکتی ہے؟ حالانکہ ہماری کھانے پینے کی تمام اشیا ختم ہو چکی ہیں اور ہم یہاں اس ویران جنگل میں تنہا رہ گئے ہیں اگر آپ مجھے یہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے تو آپ کو میری اس مصیبت کی وجہ سے بہت رنج وغم لاحق ہوگا اور اگر آپ

یہیں میرے ساتھ رہیں گے تو ہم دونوں یہاں اس ویرانے میں بھوکے پیاسے مر جائیں گے اب آپ خود ہی بتائیں اس مصیبت میں میری لیے کیا بہتری ہے؟

پھر ان دونوں کے پاس ایک گھوڑ سوار آیا جو دور سے تو نظر آ رہا تھا مگر قریب آنے کے بعد آنکھوں سے اجھل ہو گیا اس نے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں مجھے صرف انبیاء کرام علھیم السلام اور مقرب فرشتے ہی دیکھ سکتے ہیں میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فلاں شہر اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو زمین میں دھنسا دوں، کیونکہ تم اس شہر میں آ رہے تھے تو میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ وہ تمعیں اس شہر میں جانے سے روکے، لہذا اس نے تمعیں اس آزمائش میں ڈال دیا اور تیرے بیٹے کے پاؤں میں ہڈی چبھ گئی اس طرح تم اس چھوٹی مصیبت کی وجہ سے ایک بہت بڑی مصیبت (زمین میں دھنسنے) سے بچ گئے ہو۔

پھر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اس زخمی لڑکے کے پاؤں پر پھیرا تو اس کا زخم فوراً ٹھیک ہو گیا پھر انہیں کھانا اور پانی عطا کیا اور سواریوں کو سامان سمیت اٹھایا اور کچھ ہی دیر میں آپ اپنے بیٹے اور سارے سامان سمیت اپنے گھر میں تھے۔

(عیون الحکایات، الجزاول، صفحہ ۱۷۵)

انسان کو زندگی میں جن مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے چاہے وہ بیماری کی صورت میں ہو یا کوئی مال ضائع ہو جائے یا پھر کسی عزیز کی موت کے صدمے سے دوچار ہونا پڑے یا محبوب سے جدائی ہو تو اِس پر پریشانی یا غم کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کسی بھی ناپسندیدہ کام پر غمگین یا پریشان ہونا فطری امر ہے لیکن حد سے زیادہ غم یا پریشانی کا اظہار درست نہیں مثلاً کسی عزیز کی وفات پر کپڑے پھاڑنا، منہ پر طمانچے مارنا، چیخنا، چلانا، تقدیر یا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتراضات کرنا یقیناً یہ ایسے کام ہیں جنہیں نہ تو کوئی عقل مند انسان پسند کرتا ہے اور نہ ہی ایسے کاموں کو شریعت پسند کرتی ہے۔

میں نے جب محسوس کیا کہ لوگ مصیبت کے آنے پر حد سے زیادہ واویلا اور پریشانی کا اظہار کرتے ہیں اور مصائب و پریشانیوں پر جو فضیلتیں بیان ہوئی ہیں ان سے آگاہ نہیں ہیں تو سوچا کہ ایسا رسالہ لکھ دوں جس کو پڑھ، سن کر مصیبت زدہ اور پریشان حال کو استقامت ملے اور وہ ان فضیلتوں کو حاصل کرنے سے محروم نہ رہ جائے جو آفات کے آنے پر انسان کو

ملتی ہیں اس لیے میں نے اس رسالہ کا نام فضائل آفات رکھا ہے اس میں چند فصلیں ہیں۔

فصل اول: اپنے اہل اور محبوب چیز کی جدائی پر پریشان ہونے والے کا ذکر

فصل دوم: اس بارے میں کہ ہر چیز تقدیر کے تحت ہے اور مصیبت پر حد سے زیادہ اظہار غم کا کوئی فائدہ نہیں

فصل سوم: صبر کی فضیلت اور اہل کی جدائی پر صبر کرنے والوں کے واقعات

فصل چہارم: مختلف مصیبتوں و امراض کی فضیلت پر وارد احادیث کا بیان

فصل پنجم: اانبیاء کرام علھیم السلام اور صالحین کے واقعات جنہوں نے ہر طرح کی تکالیف و آزمائشوں پر صبر کا مظاہرہ کیا اور رضائے الٰہی پر راضی رہے

فصل ششم: مصائب پر صبر کی تلقین، شکر کے فضائل، شیطان کے حملے اور موت کے وقت ثابت قدم رہنے والوں کا ذکر

فصل اول:

اپنے اہل اور محبوب چیز کی جدائی پر پریشان ہونے والے

انسان دنیا میں مصائب وآلام کا شکار رہتا ہے جب تک اسے موت نہ آ جائے اگر اسے عمر لمبی ملتی ہے تو دوسروں کی جدائی کے صدمے سہنے پڑتے ہیں اور جسے جلد موت آ جائے وہ کس پر غم کا اظہار کرے گا حالانکہ وہ خود قبر میں جا پہنچا۔
اے بندہ خدا دنیا کا نظام اسی طرح چلتا رہا ہے کوئی پیدا ہو رہا ہے اور کسی پر موت طاری ہو رہی ہے کسی کو عمر لمبی ملتی ہے کسی کو کم، دو محبوبوں میں سے ایک کو تو جدائی کا صدمہ سہنا پڑتا ہے ہر انسان کو دنیا میں کسی نہ کسی سے محبت و دل لگی ہوتی ہے کسی کو اپنے عزیزوں سے کسی کو مال و دولت سے اور کسی کو اپنے حسن و جمال اور صحت وتندرستی سے، اتنی شدید محبت کے باوجود بھی ان پر فنا لازمی ہے جس کا کوئی بھی عقل مند انکار نہیں کرسکتا، عزیز موت سے دو چار ہوتے ہیں، مال و دولت ختم ہو جاتا ہے یا پھر لوٹ لیا جاتا ہے حسن و جمال ہمیشہ نہیں رہتا کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے اس پر بھی گرد کے بادل چھا جاتے ہیں صحت مند آدمی بیمار ضرور ہوتا ہے جوانی میں ہو یا بڑھاپے میں، جب صورت حال ایسی ہے تو پھر عزیز یا کسی اور محبوب چیز کی جدائی پر حد سے زیادہ غم کا اظہار کرنا اور واویلا مچانا کسی بھی عقل مند کو زیب نہیں دیتا۔
جب انسان کسی صدمے سے دو چار ہو تو اسے چاہیے کہ معاشرے میں غور وفکر کرے اور ایسی خصلتوں کو اپنائے جس سے مصائب وآلام اس کی ذات کو زیادہ نقصان نہ پہنچا سکیں۔

محبوب کی جدائی کا علاج:

کسی محبوب کی جدائی کا علاج ۱۹ اشیاء سے ممکن ہے

۱۔ انسان یہ یقین رکھے کہ اللہ کو یہی منظور تھا اور یہ سب کچھ پہلے سے لکھا جا چکا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿ما اصاب من مصیبة فی الارض و لا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبراھا ان ذالک علی اللہ یسیر﴾

ترجمہ کنزالایمان: نہیں پہنچی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمعاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم

اسے پیدا کریں بے شک یہ اللہ کو آسان ہے۔

(سورہ حدید، آیت ۲۲)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ مصائب یا آلام اتفاقیہ نہیں آتے بلکہ اس ذات کے حکم سے آتے ہیں جس نے کائنات کو پیدا کیا اور جس کے حکم سے تمام امور جاری وساری ہیں کیونکہ یہ اللہ رب العزت کے حکم سے آتے ہیں اس لیے یہ بے سبب نہیں یہ انسان کو اس کی بدمستی سے متنبہ کرنے یا اسے اجر وثواب دینے کے لیے یا کسی جرم کی سزا کے طور پر آتے ہیں تا کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جائے جس طرح اُس دن تھا جس دن اُس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

مسلمان ان باتوں پر اگر یقین رکھے تو مصائب وآلام برداشت کرنا اس کے لیے سہل ہو جاتے ہیں

۲۔انسان یہ یقین رکھے کہ یہ دنیا امتحانات، آزمائشوں اور مصائب کا گھر ہے ان سے چھٹکارہ ممکن نہیں

۳۔انسان کو یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ کسی محبوب چیز کی جدائی مصیبت ہے ہی مگر اس پر جزع ،فزع کرنا اور بے صبری کا مظاہرہ کرنا ایک دوسری مصیبت ہے لہذا ایک کے بعد دوسری مصیبت کیوں لوں؟

۴۔انسان یہ یقین رکھے کہ اگر مصیبت پر میں نے حد سے زیادہ اظہار غم کیا اور بے صبری کا مظاہرہ دکھایا تو آفات پر صبر کرنے کی وجہ سے مجھے جو ثواب ملنا تھا میں اس سے محروم ہو جاؤں گا اور یہ ثواب کی محرومی دوسری مصیبت ہے لہذا بے صبری کر کے ایک کے بعد دوسری مصیبت کیوں لوں؟

۵۔انسان جدا ہونے والے کی جدائی پر غمگین رہنے اور بے صبری کا مظاہرہ کرنے کی بجائے باقی رہنے والی چیزوں کی قدر کرے۔

۶۔جب انسان کسی مصیبت کا شکار ہو تو اسے چاہیے کہ ایسے لوگوں کی طرف نظر کرے جو اس سے زیادہ آزمائشوں میں مبتلا ہیں اس طرح اسے ایک قلبی سکون اور شکر خداوندی کی توفیق ملے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے سے کم مرتبہ والے کی طرف دیکھا کرو کیونکہ یہی زیادہ مناسب ہے تا کہ جو اللہ کی نعمت تم پر ہے اسے حقیر نہ سمجھنے لگو۔

(سنن ترمذی، ابواب صفة القیامة، رقم الحدیث ۲۵۱۳)

۷۔انسان کسی کی جدائی پر یہ امید رکھے کہ اللہ مجھے اس کا نعم البدل عطا فرمادے گا۔

۸۔انسان صبر کی مشقت کو برداشت کر کے اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھے وہ دیکھے کہ صبر کی کتنی فضیلتیں ہیں صبر کرنے والے کو کس طرح اجر وثواب سے نوازہ جاتا ہے اور صبر کرنے والے لوگ مصائب پر کس طرح صبر کرتے ہیں؟ اور یہ یقین رکھے کہ صبر کے نتیجے میں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا مقام پائے گا۔

۹۔انسان اس بات پر یقین رکھے کہ وہ دنیا میں ایک مسافر ہے جسے عنقریب موت کی سواری پر سوار ہو کر اپنی منزل پر پہنچنا ہے اور مسافر کو اگر کوئی چیز ملے تو اسے خوشی محسوس نہیں ہوتی اور اگر کوئی محبوب چیز جدا ہو جائے تو اسے غم نہیں ہوتا کیونکہ اسے تو صرف اپنی منزل پر پہنچنے کی فکر ہوتی ہے۔

حضور تاجدار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا میں ایسے رہو جیسے تم مسافر یا راستہ عبور کرنے والے ہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔

(رسالۃ المذاکرۃ، صفحہ ۷۹)

فصل دوم:

ہر چیز تقدیر کے تحت ہے

انسان کو یہ یقین رکھنا چاہیے کہ ہر چیز تقدیر کے تحت ہے انسان کو زندگی میں جو بھی حوادث پیش آتے ہیں مثلا موت، صحت، بیماری، تنگی، فراخی، دکھ، سکھ یہ سب تقدیر کے تحت ہیں اور تقدیر پر ایمان لانا مسلمان کے لیے لازم ہے جب مسلمان کا تقدیر پر ایمان مضبوط ہوگا تو وہ ہر حالت میں مطمئن رہے گا اور مصائب وآلام اسے پریشان نہیں کر سکیں گے۔

احادیث مبارکہ:

حضور تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تک بندہ تقدیر کے خیر وشر پر ایمان نہ لائے مومن نہیں ہوسکتا اسی طرح جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ جو مصیبت اس کو پہنچی ہے وہ اس سے خطا کرنے والی نہیں اور جو مصیبت اس سے خطا کر گئی (یعنی اسے نہیں پہنچی) وہ اسے پہنچنے والی نہیں تھی۔

(سنن ترمذی، کتاب القدر ، باب ما جاء ان الایمان بالقدر ، رقم الحدیث ۲۱۴۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار پہلے تقدیر کو پیدا فرمایا۔

(سنن ترمذی، کتاب القدر، رقم الحدیث ۲۱۵۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن میں (سواری پر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا: اے لڑکے میں تجھے چند باتیں بتاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ وہ تجھے محفوظ رکھے گا، اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ اسے اپنے سامنے پائے گا جب مانگے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ، مدد چاہے تو اسی سے طلب کر اور جان لے کہ اگر تمام امت تجھے نفع دینے کے لیے جمع ہوجائے تو صرف اتنا ہی نفع پہنچا سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے اور اگر سب لوگ تجھے نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لیں تو ہرگز نقصان نہیں دے سکتے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا، قلم اٹھا دیئے

گئے اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔

(سنن ترمذی، ابواب صفة القیامة، رقم الحدیث ۲۵۱۶)

مسئلہ:

تقدیر حق ہے اس کا انکار کرنے والے گمراہ بدمذہب اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

(انوار الحدیث، صفحہ۱۰۶)

تقدیر کی تعریف:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ تقدیر ثابت ہے اور تقدیر کا معنی یہ ہے کہ ازل میں اللہ سبحانہ نے اشیاء کو مقدر کیا (ان کا اندازہ کیا) اور اللہ تبارک تعالیٰ نے یہ جان لیا کہ یہ اشیاء ان اوقات میں اس طرح واقع ہوں گی جن کا اللہ سبحانہ کو علم ہے تو یہ اشیاء ان اوقات میں ان صفات کے مطابق واقع ہوتی ہیں جن کا اللہ سبحانہ کو ازل سے علم تھا۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت لوگوں کا یہ گمان ہے کہ قضاء اور قدر کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنے علم اور اپنے حکم کے مطابق عمل کرنے پر مجبور کر دیا ہے حالانکہ اس طرح معاملہ نہیں ہے تقدیر کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے پہلے ہی یہ خبر دے دی ہے کہ بندہ اپنے اختیار اور ارادے سے کیا کام کرے گا اور کیا کام نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے خیر اور شر میں سے کیا کیا پیدا کیا ہے۔

(ماخوذ از، شرح صحیح مسلم، جلد۱، صفحہ۲۸۵)

صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ہر بھلائی اور برائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی ہے جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم سے جانا اور وہ ہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا زید کے ذمہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اس کے لیے بھلائی لکھتا تو اس کے علم یا اُس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔

(بہار شریعت، جلد اول، حصہ اول، صفحہ۱۱)

فصل سوم:

صبر کی فضیلت اور اہل کی جدائی پر صبر کرنے والوں کے واقعات

اے بندہ خدا جب تو مصائب و آلام کا شکار ہو جائے تو صبر کا دامن مضبوطی سے تھامتے ہوئے اپنے رب کی رضا پر راضی رہ اور اللہ تعالیٰ سے اُس ثواب کی امید رکھ جو اُس نے اپنے صابر بندوں کو دینے کا وعدہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں پر سلامتی بھیجتا ہے

﴿سلم علیکم بما صبرتم﴾

ترجمہ کنزالایمان: سلامتی ہو تم پر تمعارے صبر کا بدلہ

(سورہ الرعد، آیت ۲۴)

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو جنت میں بلند اور اعلی درجات عطا فرماتا ہے

﴿اولئک یجزون الغرفة بما صبرو﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا بدلہ ان کے صبر کا

(سورہ الفرقان، آیت ۷۵)

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو بے حد و حساب اجر دے گا

﴿انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب﴾

ترجمہ کنزالایمان: صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی

(سورہ الزمر، آیت ۱۰)

صبر کی فضیلت پر احادیث:

حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ صبر کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور کسی شخص کو صبر سے بہتر اور وسیع عطیہ نہیں دیا گیا۔

(الترغیب و الترھیب، الجز الرابع کتاب الجنائز،الترغیب فی الصبر، رقم الحدیث ۲)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کا معاملہ حیرت انگیز ہے کیونکہ اسے ہر حوالے سے بھلائی حاصل ہوتی ہے اور یہ خصوصیت صرف مومن کو حاصل ہے اگر اسے کوئی خوشی نصیب ہو اور وہ اس پر شکر کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی پریشانی لاحق ہو اور وہ صبر کرے تو یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزھد و الرقائق، باب المؤمن امرہ کلہ خیر، رقم الحدیث ۷۵۰۰)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسی علیہ السلام سے فرمایا اے عیسی یقیناً میں تمعارے بعد ایک ایسی امت پیدا فرمانے والا ہوں کہ اگر انہیں ان کی محبوب چیزیں ملیں گی تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کیا کریں گے اور اگر ناپسندیدہ مصائب پہنچیں گے تو وہ اس پر ثواب کی امید کرتے ہوئے صبر کریں گئے حالانکہ نہ وہ بردبار ہوں گئے نہ علم والے، اس پر حضرت عیسی علیہ السلام نے عرض کیا (حلم وعلم کے بغیر) یہ سب کیسے ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے حلم وعلم میں سے کچھ حصہ عطا فرمادوں گا۔

(الترغیب و الترھیب، کتاب الجنائز،الترغیب فی الصبر، رقم الحدیث۸)

اولاد کی وفات پر صبر کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری خواتین سے فرمایا: تم میں سے جس کسی کے تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ ثواب کے حصول (کی نیت سے صبر کرے) وہ جنت میں داخل ہوگئی تو ان میں سے ایک خاتون نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر دو (بچے فوت ہوں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دو (ہوں تو بھی یہی فضیلت ہے)۔

(صحیح مسلم، کتاب البرو الصلۃ و الادب، باب فضل من یموت لہ ولد فیحتسبہ،رقم الحدیث ۲۲۹۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک خاتون اپنے بچے کو لے کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی اے اللہ کے نبی آپ اس کے لیے دعائے خیر فرمائیں کیونکہ میں پہلے ہی تین بچے دفن کر چکی ہوں، حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے دریافت فرمایا: کیا تم تین بچے دفن کر چکی ہو؟ اس نے عرض کی جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمعارے لیے جہنم سے (بچاؤ کی) بہت شدید رکاوٹ تیار ہوگئی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب البرو الصلة و الادب، باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه، رقم الحدیث ٦٧٠٣)

ابوحسان بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا میرے دو بچے فوت ہو چکے ہیں کیا آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیں گئے جس کے ذریعے ہمیں ان مرحومین کے بارے میں کچھ تسلی حاصل ہو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا چھوٹے بچے جنتی ہوں گے ان میں سے کوئی ایک اپنے باپ (یا شائید یہ فرمایا) اپنی ماں کے سامنے آئے گا اور اس کے کپڑے پکڑے گا (یا یہ فرمایا تھا) اس کا ہاتھ پکڑے گا جیسے میں نے تمعارا دامن پکڑا ہے اور اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے باپ کو جنت میں نہ داخل کر دے۔

(صحیح مسلم، کتاب البرو الصلة و الادب، باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه، رقم الحدیث ٦٧٠١)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی آدمی کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے لڑکے کی روح قبض کی وہ کہتے ہیں جی ہاں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل قبض کیا، وہ عرض کرتے ہیں جی ہاں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ (حالانکہ وہ خوب جانتا ہے) وہ عرض کرتے ہیں اس نے تیری تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنادو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

(سنن ترمذی، کتاب الجنائز، باب فضل المصیبة اذا احتسب، رقم الحدیث ١٠٢١)

صدمہ کے شروع میں صبر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: (صبر کا زیادہ ثواب تو) شروع صدمہ میں ہوتا ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء ان الصبر فی الصدمۃ الاولی، رقم الحدیث ۹۸۷)

حضرت سیدنا ام سلیم کا صبر:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں پیدا ہونے والا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا سیدہ ام سلیم نے اپنے گھر والوں کو ہدایت کی کہ اس بچے کی وفات کے بارے میں حضرت ابوطلحہ کو کچھ نہ بتانا میں خود انہیں بتاؤں گی جب ابوطلحہ گھر آئے تو سیدہ ام سلیم نے انہیں رات کا کھانا پیش کیا وہ کھا پی کر فارغ ہو گئے تو سیدہ ام سلیم نے معمول کی نسبت زیادہ سنگار کیا حضرت ابوطلحہ نے ان کے ساتھ صحبت کی جب سیدہ ام سلیم نے دیکھا کہ وہ سیر ہو چکے ہیں اور صحبت بھی کر چکے ہیں تو وہ بولی اے ابوطلحہ آپ کے خیال میں اگر کوئی کسی کو عاریتاً کوئی چیز دے تو کیا وہ اس سے اس چیز کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے اور کیا وہ دوسرا شخص انکار کر سکتا ہے حضرت ابوطلحہ نے جواب دیا نہیں تو سیدہ ام سلیم نے فرمایا آپ اپنے بیٹے کے بارے یہی تصور کر سکتے ہیں (کیونکہ وہ وفات پا چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی امانت واپس لے لی ہے)۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی طلحہ انصاری، رقم الحدیث ۶۳۲۲)

بھائی کی وفات پر صبر:

منقول ہے کہ ایک بزرگ کھانا تناول فرما رہے تھے کسی آنے والے نے آ کر ان کے بھائی کے انتقال کی خبر سنائی اس بزرگ نے فرمایا بیٹھ اور میرے ساتھ کھانا کھا مجھے اس بات کا پہلے سے علم ہے آنے والے نے کہا مجھ سے پہلے تو آپ کے پاس کوئی نہیں آیا پھر آپ کو کس نے یہ خبر دی انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے

﴿کل نفس ذائقة الموت﴾

ترجمہ کنز الایمان: ہر جان کو موت چکھنی ہے

(سورہ آل عمران، آیت ۱۸۵)

بیٹے کی موت کی تمنا:

حضرت سیدنا محمد بن وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت سیدنا ابراہیم حربی کا گیارہ سالہ اکلوتا بیٹا حافظ قرآن دینی مسائل سے واقف بہت ہی فرمانبردار اور ذہین تھا اچانک اس کا انتقال ہوگیا میں نے تعزیت کی تو آپ نے فرمایا میں تو خود اس کی موت کا خواہش مند تھا میں نے کہا آپ صاحب علم ہوکر اپنے فرمانبردار اور ذہین بیٹے کے بارے میں ایسی باتیں کر رہے ہیں حالانکہ وہ تو قرآن وحدیث اور فقہ کا جاننے والا تھا۔

آپ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ قیامت برپا ہوگئی ہے اور میدان محشر میں گرمی اپنی انتہاء کو پہنچ چکی تھی چھوٹے بچے اپنے ہاتھوں میں پیالے لیے بڑھ چڑھ کر لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں میں نے ایک بچے سے کہا مجھے بھی پانی پلاؤ، بچے نے میری طرف دیکھ کر کہا تم میرے والد نہیں ہو (میں تمھیں پانی نہیں پلا سکتا) میں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا ہمارا انتقال چھوٹی عمر میں ہوگیا تھا اور ہم اپنے والدین کو دنیا میں چھوڑ کر یہاں آگئے اب ان کے انتظار میں ہیں کہ وہ کب ہمارے پاس آتے ہیں؟ جب وہ آتے ہیں تو ہر بچہ اپنے والدین کو پانی پلاتا ہے خواب بیان کرنے کے بعد حضرت سیدنا ابراہیم حربی نے فرمایا میں اسی لے اپنے بیٹے کی موت کا متمنی تھا۔

(عیون الحکایات، الجز دوم، صفحہ ۱۴)

اہل خانہ کی موت پر صبر کی بہترین داستان:

طواف بیت اللہ کے دوران شیخ ابوالحسن سراج رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ایک عورت پر پڑی وہ نہایت حسین وجمیل اور خوبرو تھی شیخ نے اپنے آپ سے کہا بخدا میں نے آج تک ایسا چہرہ نہیں دیکھا شائید یہ اس کی خوشحالی اور فکر وغم کی آزادی کی وجہ سے ہو۔

عورت نے شیخ کی بات سن لی اس نے کہا کیا کہہ رہے ہو؟ واللہ میں غموں میں گرفتار اور فکروں میں زخمی ہوں اور کوئی میرے ساتھ میرا غم بانٹنے والا بھی نہیں شیخ نے کہا تجھے کیا غم ہے؟ عورت بولی میرے شوہر نے ایک بکری کو قربان کیا میرے دو چھوٹے لڑکے کھیل رہے تھے ایک شیر خوار گود میں تھا میں کھانا پکانے میں مصروف تھی دونوں لڑکوں میں سے بڑے نے دوسرے سے کہا آؤ میں تمھیں بتاؤں ابا جان نے بکری کو کیسے ذبح کیا چھوٹے نے کہا ہاں بتاؤ بڑے نے چھری ہاتھ میں لی

بھائی کو زمین پر لٹایا اور ذبح کر دیا بھائی کا خون اور تڑپنا دیکھ کر خود پہاڑ پر بھاگ گیا اس کا باپ اس کی تلاش میں گیا مگر اسے نہ پاسکا کیونکہ اس بیٹے کو بھیڑیئے نے پھاڑ کھایا تھا میرا شوہر بھی پہاڑ سے زندہ واپس نہ آسکا پیاس کی شدت اور گرمی نے اس کی بھی جان لے لی ذبح شدہ لڑکے کی آواز سن کر میں اسے دیکھنے گئی اور شیر خوار بچے کو چولہے کے پاس چھوڑ گئی تھی اس نے گرم ہانڈی اپنے اوپر اونڈیل لی اور جل کر ہلاک ہو گیا میری ان تمام بچوں سے بڑی ایک بچی تھی جس کی شادی ہو چکی تھی ان واقعات کی خبر اس کو پہنچی تو وہ صدمہ کو برداشت نہ کر سکی اور زمین پر تڑپ تڑپ کر مر گئی اب صرف تنہاء میں رہ گئی ہوں جو ان تمام غموں کا بوجھ لیے چل رہی ہوں۔

شیخ ابوالحسن نے سنا تو متعجب ہوئے اور پوچھا آخر تم ان پر صبر کیسے کرتی ہو؟ عورت نے جواب دیا جو بھی صبر اور بے صبری کو الگ الگ کر دے اسے دونوں کے درمیان نمایاں رہ مل جائے گی خوشحالی ظاہر کر کے اگر صبر کر لیا تو اس کا (آخرت میں) انجام بہتر اور اس کا پھل میٹھا ہے اور اگر بے صبری میں مبتلا رہا تو تو اس کا کوئی اجر و عوض نہ پائے گا، عورت نے شیخ سے یہ بات کہی اور ان کے پاس سے چلی گئی۔

(روض الریاحین، صفحہ ۱۶۸)

گیارہ عزیزوں کی جدائی:

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ کو جوان لڑکی کا انتقال ہوا، ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ کو آپ کا منجھلا لڑکا مولوی یحییٰ کا انتقال ہوا، شب دہم رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ کو بڑے لڑکے حکیم شمس الہدیٰ نے وفات پائی۔

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۶۲ کو آپ کا چوتھا لڑکا عطاالمصطفیٰ کا انتقال ہوا اسی دوران مولوی شمس الہدیٰ مرحوم کی تین جوان لڑکیوں اور ان کی اہلیہ کا اور مولوی محمد یحییٰ مرحوم کے ایک لڑکے کا اور مولوی عطاالمصطفیٰ مرحوم کی اہلیہ اور بچی کا انتقال ہوا۔ اس چار سال کے مختصر سے عرصہ میں مفتی امجد علی اعظمی کو گیارہ عزیزوں کی جدائی کا صدمہ سہنا پڑا مگر اس کے باوجود آپ کی زبان پر کوئی حرف شکایت نہ آیا اور آپ نے خوب صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔

(خلفاء امام احمد رضا، صفحہ ۵۴)

وعدہ وفا:

علامہ اقبال احمد فاروقی بیان کرتے ہیں کہ مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ایک جلسہ میں تشریف لائے اور خلاف معمول فرمانے لگے کہ مجھے تقریر کے لیے پہلے وقت دیا جائے تقریر کے فوری بعد تشریف لے گئے بعد میں معلوم ہوا کہ ان کے صاحبزادے کی وفات ہوگئی تھی اور میت ابھی گھر میں ہی تھی کہ آپ وعدہ پورا کرنے کے لیے جلسہ میں تشریف لے آئے، دور حاضر کے تمام مسلمانوں کے لیے عزیز کی وفات پر صبر کی یہ بہترین مثال ہے۔

(محسن اہلسنت، صفحہ ۱۶۶)

فصل چہارم:

مصائب اور امراض کی فضیلت پر وارد احادیث و آثار

۱۔حضورتاجدارعرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے مصیبت میں مبتلافرمادیتاہے۔

(صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارۃ المرض، رقم الحدیث ۵۶۴۵)

۲۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے یا اسے اپنا دوست بنانے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس پر آزمائشوں کی بارش فرمادیتا ہے پھر جب وہ بندہ اپنے رب کو پکارتا ہے اے میرے رب تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے تو جو کچھ مجھ سے مانگے گا میں تجھے عطافرماؤں گا یا تو جلد ہی تجھے دے دوں گا یا اسے تیری آخرت کے لیے ذخیرہ کردوں گا۔

(الترغیب و الترھیب، کتاب الجنائز ،الترغیب فی الصبر، رقم الحدیث ۱۹)

۳۔حضرت سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ نور کے پیکر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب اللہ کسی بندے کو مصیبت میں مبتلافرماتا ہے اگر وہ بندہ کسی ناپسندیدہ راستہ میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو اس کے لیے کفارہ یا طہارت کر دیتا ہے جب تک وہ اپنی اس مصیبت کو غیر اللہ کی طرف سے نہ سمجھے یا جب تک وہ غیر اللہ کو (معبود سمجھ کر) مصیبت دور کرنے کے لیے نہ پکارے۔

(الترغیب و الترھیب، کتاب الجنائز ،الترغیب فی الصبر، رقم الحدیث ۲۱)

۴۔حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشادفرمایا: قیامت کے دن جب مصیبت زدہ لوگوں کو ثواب دیا جائے گا تو دنیا میں عافیت کے ساتھ رہنے والے تمنا کریں گے کہ کاش ان کے جسموں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔(سنن ترمذی، کتاب الزھد، رقم الحدیث ۲۴۰۲)

۵۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکار عالی وقار صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے ایک شخص کی عیادت فرمائی تو اس کی مزاج پرسی کرنے لگے اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے سات راتوں سے آنکھ نہیں جھپکی اور نہ ہی مجھ سے کوئی ملنے کے لیے آیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بھائی صبر کرو، اے میرے بھائی صبر کرو تم اپنے گناہوں سے ایسے نکل جاؤ گے جیسے ان میں داخل ہوتے وقت تھے پھر ارشاد فرمایا: بیماری کی ساعتیں گناہوں کی ساعتوں کے لے جاتی ہیں۔

(شعب الایمان، الجز السابع،باب فی الصبر علی المصائب، فصل فی ذکر ما فی الا وجاع ، رقم الحدیث ۹۹۲۵)

۶۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:مسلمان کو تھکاوٹ، مرض، رنج اور غم میں سے جو مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو مٹادیتا ہے۔

(الترغیب و الترھیب، کتاب الجنائز،الترغیب فی الصبر، رقم الحدیث ۲۹)

۷۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی

﴿من یعمل سوء ایجزبه﴾

ترجمہ کنزالایمان: جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا

تو مسلمان سخت تشویش کا شکار ہوگئے اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: میانہ روی اختیار کرو سیدھے رہو مسلمانوں کو جو بھی مصیبت لاحق ہوتی ہے وہ اس کے لیے کفارہ بن جاتی ہے یہاں تک کہ اسے جو ٹھوکر لگتی ہے یا جو کانٹا لگتا ہے (تو وہ بھی کفارہ بن جاتا ہے)۔

(صحیح مسلم، کتاب البروصلة و الادب، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه، رقم الحدیث ۲۵۶۹)

رحمت خداوندی:

ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ ایک مریض پر پڑی تو عرض کیا الٰہی اس پر اپنی رحمت فرما، ارشاد ہوا کہ اس سے بڑھ کر اور رحمت کیا کروں کہ میں چاہتا ہوں کہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے اس لیے اسے بیمار

کرر کھا ہے۔

(کیمیائے سعادت، صفحہ ۸۶۷)

بلندی درجات:

حضرت سلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام ایک دن ایک شخص کے پاس سے گزرے جس کے پیٹ کو درندے نے پھاڑ دیا تھا اور اس کا گوشت نوچ لیا تھا حضرت موسی علیہ السلام نے اس کو پہچان لیا اور کہا اے میرے رب یہ تو تیرا اطاعت گزار تھا میں کیا دیکھ رہا ہوں؟

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسی علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی اے موسی علیہ السلام اس شخص نے مجھ سے ایسے درجہ کا سوال کیا تھا جس تک یہ اپنے اعمال سے نہ پہنچ سکا تو میں نے اس کو اس میں مبتلا کیا تا کہ اس درجہ تک پہنچ جائے۔

(تنبیہ المغترین، صفحہ ۲۴۰)

ابراروں کا مرتبہ:

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے دو عبادت گزار پچاس سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے پچاسویں سال کے آخر میں ان میں سے ایک کے جسم میں ایک خطرناک بیماری لگ گئی اس نے آہ زاری کی اور بارگاہ خداوندی میں اس طرح التجا کی اے میرے پاک پروردگار میں نے اتنے سال مسلسل تیرا حکم مانا، تیری عبادت بجالایا پھر بھی مجھے اتنی خطرناک بیماری میں مبتلا کر دیا گیا اس میں کیا حکمت ہے؟ میرے مولا میں تو آزمائش میں ڈال دیا گیا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا اسے کہو تو نے جو عبادت و ریاضت کی وہ ہماری ہی عطا کردہ توفیق ہے وہ میرے احسان اور میری مدد کا نتیجہ ہے باقی رہی بیماری تو اس میں میں نے تجھے اس لیے مبتلا کیا تا کہ تجھے ابراروں کے مرتبہ پر فائز کر دوں تجھ سے پہلے کے لوگ تو بیماری و مصائب کے خواہش مند ہوا کرتے تھے اور تجھے تو میں نے بن مانگے عطا کر دی ہے۔

(عیون الحکایات، الجز دوم، صفحہ ۱۹۶)

مصیبت میں نعمت کا تصور:

حضرت سیدنا حبیب بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ بندے کو کسی بھی مصیبت میں مبتلا فرماتا ہے تو اس میں اس کی نعمت بھی ہوتی ہے اور وہ یہ کہ اللہ نے اس کو اس سے سخت مصیبت میں مبتلا نہیں فرمایا۔

حضرت سیدنا عبدالملک بن ابجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض لوگوں کو عافیت اس لیے عطا کی جاتی ہے تا کہ دیکھا جائے وہ کس طرح اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور مصیبت میں اس لیے مبتلا کیا جاتا ہے تا کہ دیکھا جائے وہ اس پر صبر کیسے کرتے ہیں (شکر کے فضائل، صفحہ۷۶)

نزول مصیبت کا سبب:

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مصیبت اس لیے نازل ہوتی ہے تا کہ اس کے سبب بندہ رب کی بارگاہ میں دعا و مناجات کرے۔

(شکر کے فضائل، صفحہ۷۷)

بیماری کا ثواب:

حضرت سیدنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مومن بیمار ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔

(الترغیب و الترھیب، کتاب الجنائز ،الترغیب فی الصبر، رقم الحدیث ۴۲)

حضرت اسد بن کرز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: کہ مریض کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

(الترغیب و الترھیب، کتاب الجنائز ،الترغیب فی الصبر، رقم الحدیث ۵۶)

حضرت عطا بن ابی یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور فرماتا ہے دیکھتے رہو یہ بیمار پرسی کے لیے آنے والے سے (اپنی بیماری

کے اسباب کے متعلق) کیا کہتا ہے؟ اگر وہ ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتا ہے تو دونوں فرشتے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوتے ہیں (اور سارا ماجرا سناتے ہیں) باوجودیکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا بخوبی علم رکھتا ہے۔
پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اگر تو میں نے اس بندے کو موت دے دی تو اسے جنت میں داخل کروں گا اور اگر اسے شفاء عطا کی تو اسے پہلے سے زیادہ اچھا گوشت اور خون دوں گا پھر اس کے گناہ معاف کردوں گا۔

(الموطا امام مالک، کتاب العین، باب ماجاء فی اجر المریض، رقم الحدیث ۱۷۱۸)

بخار کا ثواب:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سائب سے دریافت کیا تم کیوں کانپ رہی ہو؟ اس نے عرض کی بخار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ دے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تم بخار کو بُرا نہ کہو کیونکہ یہ بھی آدمی کی خطاؤں کو اس طرح دور کردیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کردیتی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب البر و صلة و الادب، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه، رقم الحدیث ۶۵۷۰)

سر درد کا ثواب:

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جب کوئی مرد یا عورت بخار یا سر درد میں مبتلاء ہو اور اس پر احد پہاڑ کی مثل گناہ ہوں تو جب وہ بیماری اسے چھوڑتی ہے تو اس کے سر پر رائی کے دانے کے برابر گناہ نہیں ہوتے۔

(الترغیب و الترهیب، کتاب الجنائز ،الترغیب فی الصبر، رقم الحدیث ۶۵)

نابینا کا ثواب:

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اللہ جس کی بینائی لے لے اور وہ اس پر صبر کرے اور اجر کی امید رکھے تو اللہ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس بندے کی آنکھوں کو جہنم

نہ دکھائے۔

(الترغیب و الترھیب، کتاب الجنائز،الترغیب فی الصبر، رقم الحدیث ۹۴)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب اللہ کسی بندے کی آنکھیں لے لیتا ہے اور وہ بندہ اس پر صبر کرے اور اجر کی امید رکھے تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(الترغیب و الترھیب، کتاب الجنائز،الترغیب فی الصبر، رقم الحدیث ۹۰)

مصائب میں آسانیاں پیدا کرنے کا نسخہ:

دنیا کے اندر بہت سے افراد جب امراض میں مبتلا ہوتے ہیں تو وہ جزع، فزع شروع کر دیتے ہیں بے صبری کا مظاہرہ کرتے اور نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں کبھی اللہ تعالیٰ کے شکوے شروع کر دیتے ہیں اور اس کے متعلق وہ الفاظ کہتے ہیں جو اس کی شان کے لائق نہیں شائید وہ سمجھتے ہیں کہ انسانوں پر بیماریاں نہیں آتی اور دنیا میں صرف وہ ہی ایسے ہیں جو امراض کا شکار ہوئے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ بیماریاں، امراض اور مصائب انسانی زندگی کا ایک حصہ ہیں اور مسلمان کے لیے یہ نعمت خداوندی ہے بندہ مومن کو چاہیے کہ جب وہ بیمار ہو تو درج ذیل چیزوں کو مدنظر رکھے تاکہ مصائب وآفات میں صبر کرنا اس کے لیے آسان ہو جائے۔

۱۔ مسلمان یہ تصور کرے کہ جس بیماری میں میں گرفتار ہوں اگر بے صبری کا مظاہرہ کیا تو یہ بیماری تو ختم نہیں ہوگی البتہ اس پر صبر کرنے کی وجہ سے جو اجر ملنا ہے وہ جاتا رہے گا

۲۔ مسلمان جب بیمار ہو تو وہ خود کو یہ یقین دلائے کہ اس کے حق میں یہی بہتر تھا

۳۔ مسلمان یہ اعتقاد رکھے کہ میرے رب کی رضا اسی میں ہے لہذا میں اپنے رب کی رضا پر راضی رہوں گا

۴۔ وہ یہ تصور کرے کہ یہ بیماری یا مصیبت اس کے گناہوں کا کفارہ اور بلندی درجات کا سبب بنے گی

۵۔ وہ یہ یقین رکھے کہ محبوبان الٰہی ہی آفات میں گرفتار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بیمار کر کے یا کسی مصیبت میں مبتلا کر کے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے

۶۔ بیماری کے بدلے آخرت میں جو درجات ملیں گئے ان کو ذہن میں رکھے

۷۔ وہ خود کو یہ کہہ کر تسلی دلائے یہ کیفیت عارضی ہے کچھ دیر بعد ایسا محسوس نہیں ہوتا اور لگتا ہے گویا کچھ بھی نہیں ہوا وہ اپنی گزشتہ بیماریوں کو یاد کرے جو زائل ہو گئیں اور اب ان کا کچھ بھی اثر موجود نہیں ہے اور اس وقت کو یاد کرے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اہل جہنم میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جسے دنیا میں سب سے زیادہ نعمتیں ملی تھیں پھر اسے جہنم میں غوطہ دینے کے بعد دریافت کیا جائے گا اے ابن آدم کیا تم نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہے کیا کبھی تمعیں کوئی نعمت ملی ہے؟ وہ جواب دے گا اللہ کی قسم اے میرے پروردگار نہیں پھر اہل جنت میں سے ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ تکالیف کا شکار رہا اسے جنت کا چکر لگوا کر اس سے دریافت کیا جائے گا اے ابن آدم کیا تم نے کبھی کوئی پریشانی دیکھی کیا تمعارا کبھی کسی سختی سے واسطہ پڑا؟ وہ جواب دے گا اللہ کی قسم اے میرے پروردگار نہیں میں نے کبھی کوئی پریشانی نہیں دیکھی میرا کبھی کسی سختی سے واسطہ نہیں پڑا۔

(صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة، با صبغ انعم اهل الدنیا، رقم الحدیث ۷۰۸۸)

۸۔ انبیاء کرام علیھم السلام اور اولیاء صالحین کے مصائب و تکالیف پر صبر کرنے کے واقعات کو یاد کر کے اپنے اندر صبر پیدا کرنے کی کوشش کرے

۹۔ ان لوگوں کی طرف نظر کرے جو اس سے بڑی بیماریوں میں گرفتار ہیں اس طرح اسے اپنا مرض بہت ہلکا نظر آئے گا۔ حضرت سیدنا سلام بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں ایک مریض کے پاس اس کی عیادت کے لیے گیا تو وہ کراہ رہا تھا (اور بے صبری کر رہا تھا) میں نے اس سے کہا، راستوں میں پھینک دیے جانے والوں کو یاد کرو جن کا نہ کوئی ٹھکانہ ہے اور نہ ہی کوئی خدمت گزار۔

فرماتے ہیں میں جب دوبارہ اس کے پاس گیا تو اس کو کراہتے ہوئے نہ سنا بلکہ وہ کہنے لگا راستوں میں پھینک دیے جانے والوں کو یاد کرو اور انہیں یاد کرو جن کا نہ کوئی ٹھکانہ ہے اور نہ ہی خدمت گزار۔

(شکر کے فضائل، صفحہ ۷۹)

فصل پنجم:

تکالیف پر ثابت قدم رہنے والوں کے واقعات

سب سے زیادہ آزمائشیں:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ مصیبتوں کا شکار کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: انبیاء پھر جتنا مرتبہ کم ہو جائے اتنی ہی آزمائش ہوگی بندے کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے اگر دین میں وہ سخت ہے تو مصیبت بھی سخت ہے اگر دین میں نرم ہے تو مصیبت بھی نرم ہوگی آخر بندے پر مصیبتیں آتی رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ زمین پر پاک وصاف ہو کر چلنے لگتا ہے۔

(سنن ابن ماجه، الجز الرابع، کتاب الفتن ، باب الصبر علی البلاء ، رقم الحدیث ۴۰۲۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو بخار آ رہا تھا میں نے چادر پر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو آپ کے بخار کی گرمی مجھے لحاف کے اوپر سے محسوس ہوئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا سخت بخار ہے آپ نے فرمایا: ہاں ہم پر مصیبت بھی سخت آتی ہے اور ثواب بھی دگنا ملتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کن لوگوں پر مصیبت سخت آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: انبیاء پر میں نے عرض کیا پھر کس پر؟ آپ نے فرمایا: نیک لوگوں پر بعض نیک لوگ ایسی تنگدستی میں مبتلا کر دیے جاتے ہیں کہ ان کے پاس ایک کمبل کے سوا جو اُڑھے ہوئے ہیں کچھ نہیں ہوتا بعض مصیبت سے اس قدر خوش ہیں جتنا تم لوگ مال و دولت ملنے سے۔

(سنن ابن ماجه، الجز الرابع، کتاب الفتن ، باب الصبر علی البلاء ، رقم الحدیث ۴۰۲۴)

حضرت آدم علیہ السلام پر آزمائشیں:

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائے تو آپ پر آزمائشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا حضرت ہوا علیہ السلام کو آپ سے جدا رکھا گیا آپ سالہا سال تک آہ زاری کرتے ہوئے اپنے رب کی بارگاہ کی طرف رجوع کرتے رہے نہ آپ کا کوئی رفیق تھا نہ غم خوار بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کا اپنی بارگاہ میں رجوع کرنا قبول فرمایا اور آپ کو پیش آنے والی تکالیف ومصائب سے نجات دی اس طرح آپ آزمائشوں میں ثابت قدم رہے اور زبان پر کسی بھی طرح کا حرف شکایت نہ لا کر کامیابی سے ہمکنار ہوئے اور ہمیشہ اپنے رب کا شکر ادا کرتے رہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا رونا:

حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اپنے اس ایک کلمہ کی وجہ سے جو طوفان کے وقت اپنے بیٹے کے لیے کہا تھا سالہا سال تک روتے اور آنسو بہاتے رہے اور یہ سلسلہ آپ کا دنیا سے تشریف لے جانے تک جاری رہا۔

حضرت ابرہیم علیہ السلام پر آزمائشیں:

حضرت ابرہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زندگی کا بشتر حصہ آزمائشوں میں گزرا شروع میں قوم نے آپ کی مخالفت کی پھر آپ کو آگ میں ڈالا گیا اس کے بعد آپ کو ہجرت کرنا پڑی پھر آپ کو حکم ہوا کہ اپنی بیوی اور بیٹے کو مکہ کے صحراؤں میں تنہا چھوڑ دیا جائے اس کے بعد اپنے فرزند عزیز حضرت اسماعیل علیہ السلام کو راہ خدا میں ذبح کرنے کا حکم ہوا، اسی طرح آپ کی ساری زندگی آزمائشوں میں گزری یہ ساری آزمائشیں آپ کو راہ خداوندی میں آئیں جنہیں آپ نے خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور رضائے الٰہی پر راضی رہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام پر آزمائشیں:

حضرت یعقوب علیہ السلام کو بیٹے کی جدائی کا صدمہ سہنا پڑا اور آپ بیٹے کی جدائی میں سالہا سال تک آنسو بہاتے رہے حتیٰ کی آپ کی آنکھوں کی بنائی رخصت ہو گی۔

حضرت یوسف علیہ السلام پر آزمائشیں:

حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی مصائب سے دوچار ہونا پڑا آپ کے بھائیوں نے آپ سے بے وفائی کی اور آپ کو کنویں میں پھینک دیا، مصر کے بازاروں میں آپ کو فروخت کیا گیا، کئی برس تک قید خانہ میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کشادگی عطا کی اور آپ خزانہ شاہی کے نگران مقرر ہوئے۔

حضرت ایوب علیہ السلام پر آزمائشیں:

حضرت ایوب علیہ السلام کو بھی بہت سے مصائب، آزمائشیں اور امتحانات کا سامنا کرنا پڑا آپ کی تمام اولاد فوت ہوگئی، ہزارہا بکریاں اور اونٹ مر گئے تمام باغات اور کھیتیاں برباد ہو گے اور جب ان چیزوں کی آپ کو خبر دی جاتی تو فرماتے، میرا کیا تھا اور کیا ہے جس کا تھا اس نے لے لیا نیز آپ سالہا سال تک بیمار رہے اور ان بیماری کے ایام میں فقط آپ کی نیک بخت زوجہ محترمہ ہی آپ کی خدمت میں مشغول رہتی جبکہ دیگر تمام افراد نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔(عجائب القرآن، صفحہ ۱۸۱)

ن تمام حالات کے باوجود بھی آپ نے صبر کیا اور ہمیشہ شکر خداوندی میں مشغول رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آزمائشیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اپنی قوم کی طرف سے کئی مصائب کا سامنا کرنا پڑا فرعون نے ساری زندگی آپ کو طرح طرح کی تکالیف پہنچائیں اور آپ کی مخالفت کرتا رہا۔

حضرت زکریا علیہ السلام پر آزمائش:

حضرت زکریا علیہ السلام کو ظالم لوگوں نے شہید کر دیا اور آپ کے مبارک جسم کے آرے سے دو ٹکڑے کر دیے گے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام پر آزمائش:

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بھی بد بخت لوگوں نے شہید کیا اور آپ کے سر اقدس کو

آپ کے جسم مبارک سے جدا کر دیا گیا۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی آزمائش:

حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کو بھی آزمائشوں سے گزرنا پڑا آپ کی قوم نے آپ کی مخالفت کی یہودیوں نے آپ کو شہید کرنے کی ناکام کوشش کی زندگی کا بیشتر حصہ آپ نے بیابانوں اور جنگلوں میں گزارا نہ آپ کا مکان تھا نہ بیوی جہاں رات ہوتی وہیں آرام فرما لیتے جو کھانے کو میسر آتا وہ تناول فرما لیتے ہاتھ کے چولو سے پانی نوش فرماتے اور ہاتھ کی انگلیاں ہی سر کے بالوں کی کنگی تھیں ان تمام حالات کے باوجود بھی آپ نے صبر کیا اور اپنے رب کی رضا پر راضی رہے۔

خاتم الانبیاء علیہ السلام کی آزمائشیں:

حضور تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی راہ خداوندی میں سخت آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا کفار مکہ نے آپ کی مخالفت کی اور قدم قدم پر آپ کو تکالیف پہنچاتے رہے طائف کے اوباش نوجوانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدکلامی کی اور نازک ومبارک جسم پر پتھر برسائے یہاں تک کہ سرانور سے خون بہہ کر مبارک قدموں تک پہنچا، کفار کی سخت مخالفت کی وجہ سے آپ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم ملا آپ کی زوجہ محترمہ طاہرہ طیبہ سیدہ ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا پر لوگوں نے تہمت لگائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیزوں کو کفار نے بڑی بے دردی سے شہید کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں مگر آپ نے عاجزی اختیار کی اور فقر وفاقہ کو پسند کیا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان تمام آزمائشوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا رضائے خداوندی پر راضی رہے اور ہمیشہ اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتے رہے۔

صحابہ کرام علیھم الرضوان کی آزمائشیں:

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیھم الرضوان کو بھی آزمائشوں کے خطرناک جنگل سے گزرنا پڑا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کفار مکہ نے طرح طرح کی تکالیف پہنچائیں ایک

مرتبہ کفار نے اس بے دردی سے آپ کو مارا کہ آپ کئی دن تک بے ہوش رہے اور آپ کا چہرہ مبارک شدید زخمی ہوا حضرت بلال کی زبان پر گرم کوئلے رکھے گے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر جب حملہ ہوا تو آپ کے جسم پر خنجر کے بہت گہرے زخم آئے اس حالت میں آپ کو دودھ پلایا گیا تو وہ زخموں کے ذریعے باہر نکل آیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو آپ کے گھر میں قید کر دیا گیا اور کئی دن تک کھانا پانی بند رہا یہاں تک کہ اسی حالت میں لوگوں نے آپ کو شہید کر دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی ایک بد بخت نے تلوار کا اس قدر شدید وار کیا کہ آپ کے سر اقدس میں بڑا گہرا زخم لگا اور اسی زخم کی وجہ سے آپ شہید ہوئے۔

حضرت امام حسین اور آپ کے رفقاء:

حضرت امام حسین اور آپ کے رفقاء پر یزیدیوں نے جس قدر ظلم ستم کیا اور جس بے دردی سے انہوں نے ان بے گناہوں کو شہید کیا اس داستان کو سن پڑھ کر آج بھی مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

حضرت امام اعظم پر ظلم وستم:

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ پر بادشاہ وقت نے بہت زیادہ ظلم وستم کیا آپ کے مبارک جسم پر کوڑے لگوائے اور زہر سے بھرا ہوا پیالہ زبردستی آپ کے حلق میں انڈیل دیا گیا یہی سبب آپ کی شہادت کی بنا۔ (الخیرات الحسان، صفحہ ۱۳۲)

امام مالک پر ظلم:

حاکم وقت نے امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ پر بہت ظلم کیا آپ کے جسم اقدس پر کوڑے لگوائے جس کی وجہ سے آپ اپنا بازو اوپر نہ اٹھا سکتے اور نہ ہی قمیض خود ڈال سکتے تھے۔

امام شافعی پر امراض:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا زندگی کا بیشتر حصہ بیماریوں میں گزرا آپ اکثر بیمار رہتے بعض

دفعہ ایک ہی وقت میں کئی امراض کا شکار ہوتے آپ مرض بواسیر میں مبتلا تھے جب درس حدیث کے لیے تشریف فرما ہوتے تو آپ کے نیچے طشت رکھا جاتا جس کے اندر کافی خون جمع ہو جاتا۔

امام احمد بن حنبل پر آزمائشیں:

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جب فتنہ خلق قرآن کی آزمائش میں مبتلا ہوئے تو آپ کو سخت تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا آپ کو بیڑیوں میں جکڑ کر گھسیٹا جاتا اور جسم اقدس پر کوڑوں کی شدید ضربیں لگائی جاتیں جب آپ کو آزاد کر دیا گیا تو آپ کے زخموں کا علاج کرنے کے کے لیے ایک معالج کو مقرر کیا گیا جب معالج نے آپ کے زخموں کو دیکھا تو کہنے لگا اللہ کی قسم میں نے ایک ہزار کوڑوں کی ضرب کو دیکھا ہے لیکن اس قدر شدت کی مار اور تکلیف دہ ضرب کو میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا۔

(مناقب الامام احمد بن حنبل، صفحہ ۳۴۶)

فصل ششم:

مصائب پر صبر اور شکر خداوندی

گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے کہ مسلمان کے لیے مصائب نفع ہی نفع ہیں لہذا اسے چاہیے کہ ان پر صبر کرے اور یہ بات ہمیشہ کے لیے ذہن میں بٹھالے کہ یہ تمام تکلیفیں عارضی ہیں عنقریب ختم ہو جائیں گی پھر ان کا احساس تک نہ رہے گا تکلیفوں پر بے صبری کرنا دانائی نہیں بلکہ مریض کو چاہیے کہ وہ اپنی تکلیفوں کا شکوہ مخلوق کے سامنے بھی نہ کرے اگر چہ اِس میں اسے راحت ملتی ہے مگر ایسا کرنا کم ہمتی کی دلیل ہے بزرگان دین مخلوق کے سامنے شکوہ کرنے کو از حد ناپسند سمجھتے تھے اور مصائب پر صبر کرتے تھے مصائب پر صبر کرنا اور مخلوق کے سامنے شکوہ نہ کرنا انسان کے بلند ہمت ہونے کی دلیل ہے بلکہ اسلاف تو مصیبتوں پر ٹھنڈی آہیں بھرنے سے بھی گریز کرتے تھے کیونکہ مصائب میں یہ بھی ایک طرح کی بے صبری ہے۔

شکر کے فضائل:

مسلمان پر لازم ہے کہ ہر حالت میں اپنے رب کا شکر ادا کرے کیونکہ ہر وقت مصائب اور تکلیفوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہمارے پاس موجود ہیں۔

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو فقط کھانے پینے اور لباس کو ہی اللہ کی نعمت سمجھے تو یقیناً اس کا علم کم اور عذاب قریب ہے۔

نعمتوں کا احترام:

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور روٹی کا ایک ٹکڑا گرا ہوا دیکھا تو اسے (اٹھا کر) صاف کیا اور فرمایا: اے عائشہ اللہ کی

نعمتوں کا احترام کیا کرو اس لیے کہ یہ جب کسی اہل خانہ سے روٹھ کر چلی جاتی ہیں تو دوبارہ لوٹ کر نہیں آتیں۔

(الجامع لشعب الایمان، الجز السادس،باب فی تعدید نعم الله، رقم الحدیث ۴۲۳۶)

حضرت داؤد علیہ السلام کی مناجات:

حضرت سیدنا مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کی مناجات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ میں تیرا شکر ادا کیسے کروں؟ جبکہ میں تیرے شکر تک تیری نعمت کے بغیر نہیں پہنچ سکتا۔

تو آپ پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد تمعیں معلوم نہیں کہ جتنی نعمتیں تیرے پاس ہیں وہ میری طرف سے ہیں آپ نے عرض کی اے اللہ کیوں نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں تیرے اسی شکر ادا کرنے (یعنی اقرار نعمت) پر تجھ سے راضی ہوں۔(الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد داؤد علیہ السلام، رقم الحدیث ۳۷۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناجات:

حضرت ابوجلد بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ کی مناجات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ میں کس طرح تیرا شکر ادا کروں حالانکہ میرے سارے اعمال تیری سب سے چھوٹی نعمت کا بھی بدلہ نہیں چکا سکتے؟ تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف وحی نازل ہوئی اے موسیٰ (اقرار نعمت کر کے) ابھی تو تم نے میرا شکر ادا کیا ہے۔

(الزھد للامام احمد بن حنبل، اخبار موسی علیہ السلام، رقم الحدیث، ۳۴۹)

نعمت کی حفاظت کا نسخہ:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کسی بندے کو اہل اولاد اور مال کی صورت میں کوئی نعمت عطا کرے پھر وہ کہے

ماشاء الله لاقوة الا بالله

تو وہ اس میں موت کے علاوہ کوئی آفت نہیں دیکھے گا۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، الجز الرابع، رقم الحدیث ۴۲۶۱)

نعمتوں میں زیادتی کا باعث:

حضرت سیدنا عطار بن مصعب دقرشی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ اپنے بندے کو شکر کی توفیق عطا فرماتا ہے تو پھر اسے نعمت کی زیادتی سے محروم نہیں فرماتا کیونکہ اس کا فرمان عالی شان ہے

﴿لئن شکرتم لازیدنکم﴾

ترجمہ کنز الایمان: اگر احسان مانو گے تو میں تمھیں اور دوں گا۔

(الجامع لشعب الایمان، الجز السادس، باب فی تعدید نعم اللہ، رقم الحدیث ۴۲۰۸)

بہت بڑی نعمت:

حضرت سیدنا امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نبیوں کے سلطان صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو "الحمد اللہ بالاسلام" یعنی اسلام کی نعمت پر اللہ کا شکر ہے
کہتے سنا تو ارشاد فرمایا: بے شک تو نے اللہ کی بہت بڑی نعمت کا شکر ادا کیا ہے۔

(الزھد لابن مبارک، باب ذکر رحمۃ اللہ، رقم الحدیث ۹۱۱)

ایک دانا کا مکتوب:

حضرت سیدنا علی بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں ایک دانا و عقل مند نے اپنے بھائی کے نام مکتوب لکھا (جس کا مضمون یہ ہے) اما بعد: اے میرے بھائی ہم اللہ کی اس قدر نعمتوں کے ساتھ صبح کرتے ہیں کہ انہیں شمار نہیں کر سکتے حالانکہ ہماری نافرمانیاں بہت زیادہ ہیں پس ہم نہیں جانتے کہ کس بات پر اللہ کا شکر ادا کریں مسلسل ملنے والی نعمتوں پر یا اس بات پر کہ اس نے ہماری برائیاں چھپا رکھی ہیں۔ (شکر کے فضائل، صفحہ ۱۰۵)

ابلیس کا حملہ:

جب انسان بیمار ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آ کر طرح طرح کے وسوسے دے کر اسے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اسے کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر رحم نہیں کیا تجھے کتنی سخت مصیبتوں میں گرفتار کر دیا ہے اگر وہ تجھے بیمار نہ کرتا تو بھی اس کی سلطنت میں کوئی فرق نہیں پڑنا تھا وہ تیرے گناہوں کو بغیر سزا دیے بھی تو معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو پھر یہ مصیبتیں کیوں دیں؟ اس طرح بعض نادان اس ازلی دشمن کے فریب میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے شکوے شروع کر دیتے ہیں یا پھر تقدیر کا انکار اور اس پر اعتراض کریں گے اور نازیبا کلمات کہیں گے بلکہ کفریات بھی بول جاتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)

مومن کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہی تو وہ وقت ہے جب شیطان کے حملہ کو روک کر اسے کے وار کو ناکام بنا دیا جائے اس شیطان لعین کے تمام وسوسوں کا مومن اس طرح جواب دے اسے کہے وہ میرا مالک ہے مالک کو حق ہوتا ہے کہ وہ اپنی چیز کو جس طرح چاہے استعمال کرے لہذا اگر وہ مجھے مصائب ومشکلات میں ڈالنا چاہتا ہے تو میں اس کی رضا پر راضی ہوں کیونکہ اس کے ہر فعل میں کئی حکمتیں ہوتی ہیں اور ویسے بھی اس نے بے شمار نعمتوں سے نواز رکھا ہے اس کی کثیر نعمتوں کے برعکس اگر ایک دو بیماریاں یا مصائب وغم آ گے ہیں تو یقیناً یہ اس کا فضل ورحمت ہے کہ میرے کثیر گناہ جن کی آخرت میں سزا ملنی تھی ان کے بدلے اگر اس نے دنیا کے اندر کسی چھوٹی سی بیماری یا کسی اور مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے تو یقیناً یہ اس کی رحمت اور مقام شکر ہے نا کہ اس کی نافرمانی یا شکوہ کرنے کی جگہ۔

بوقت موت ابلیس کے حملے:

وفات پانے والے اکثر انسان اس دنیا سے جانے سے پہلے مختلف امراض کا شکار ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں شیطان ان کے پاس آ کر انہیں زندگی کی آرزوئیں دلاتا ہے اس طرح انسان وصیت کرنے اور دیگر گناہوں سے توبہ کرنے کی بجائے اپنی ساری توجہ علاج ومعالجہ کی طرف کر دیتا ہے اور جب فوت ہوتا ہے تو بہت سی بھلائیوں سے محروم ہو جاتا ہے لہذا مومن کو چاہیے کہ بیماری کی حالت میں وصیت کرے اگر وصیت کرنا چاہتا ہے جن کے حقوق ادا کرنے ہیں انہیں ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے شیطان لعین کے

وسوسوں کی طرف بالکل توجہ نہ دے بلکہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس سے پناہ مانگے اور کثرت سے پہلا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرے احادیث میں وارد ہے کہ جس کا آخری کلمہ لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔
اگر مریض خود نہیں پڑھ سکتا تو اس کے نزدیک موجود افراد بلند آواز سے اس کلمہ کا تکرار کریں تا کہ مریض کی زبان پر بھی یہ کلمہ جاری ہو جائے اور یاد رہے مریض کو یہ کلمہ پڑھنے کی تلقین نہ کریں کیونکہ جب روح نکلنے کا وقت ہوتا ہے اس وقت مریض بڑی شدت کی تکلیف محسوس کرتا ہے خطرہ ہے کہ موت کی تکلیف وشدت کی وجہ سے مریض کلمہ پڑھنے سے نکار کر دے۔

مرتے وقت کی بدبختی:

کئی افراد بیمار ہو کر مرنے سے پہلے بدبختی کا شکار ہو جاتے ہیں بعض تو آغاز بیماری میں ہی اس بلا میں گرفتار ہوتے ہیں انسان بدبختی کا شکار مختلف وجوہات کی بناء پر ہوتا ہے مثلا

۱۔ کچھ مرنے سے پہلے وصیت میں انصاف نہیں کرتے یا ان کی وصیتیں سراسر گناہوں سے بھری ہوتی ہیں

۲۔ بعض ذات باری تعالیٰ پر اعتراض کرنا یا شک کرنا شروع کر دیتے ہیں

۳۔ کچھ افراد تقدیر الٰہی پر اعتراض یا انکار کرتے ہیں

۴۔ بعض بدبخت تو اللہ رب العزت کی ذات کا ہی انکار کر دیتے ہیں

ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں زندگی بھر بالخصوص ایام بیماری ومرض وفات میں شیطان لعین کے حملوں سے محفوظ فرمائے ہمارا خاتمہ اسلام پر ہو، ہمارا آخری کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو اور مرتے وقت حضور نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت سے مستفیض ہوں۔ امین

موت کو پسند کرنے والے:

دنیا میں بہت سے افراد کی موت کے وقت ثابت قدمی قابل رشک ہے بعض تو موت کو پسند کرتے ہیں اس طرح کے واقعات سے ہماری کتب بھری پڑی ہیں

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو آدمی دیکھے کہ موت کی بیع ہو رہی ہے تو وہ میرے لیے خرید لائے۔

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا میں اپنے رب کی زیارت وملاقات کے لیے مرنا چاہتا ہوں ۔
حضرت سیدتنا رعبہ عدویہ رحمۃ اللہ علیھا نے کہا تھا اللہ کی ملاقات کے شوق میں میرے کتنے ہی دن اور راتیں بیت گئی ہیں ۔
(الثبات،صفحہ۸۴)

جادوگر، راہب اور لڑکے کی موت کا واقعہ:

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرورکون و
مکاں، رحمت عالمیان، صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلے زمانے کے لوگوں میں ایک بادشاہ تھا جس کے پاس ایک جادوگر تھا جب وہ بوڑھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے کہا اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں آپ میرے پاس کسی لڑکے کو بھیجیں تا کہ میں اسے جادو سکھاؤں بادشاہ نے اس کے پاس ایک لڑکے کو بھیجا تا کہ وہ اسے تعلیم دے وہ لڑکا ابھی راستے میں تھا جب وہاں سے ایک راہب گزرا وہ اس کے پاس بیٹھ گیا اس نے راہب کی باتیں سنیں جو اسے اچھی لگیں جب وہ جادوگر کے پاس آیا تو جادوگر نے اسے مارا لڑکے نے اس کی شکایت راہب سے کی تو راہب بولا جب تمھیں جادوگر کچھ کہے تو تم یہ کہنا گھر والوں نے مجھے روک لیا تھا اور جب گھر والے کچھ کہیں تو یہ کہنا جادوگر نے مجھے روک لیا تھا ایسا ہی ہوتا رہا، ایک مرتبہ ایک بڑے سے جانور نے لوگوں کا راستہ روک لیا لڑکے نے سوچا آج مجھے یہ پتا چل جائے گا جادوگر افضل ہے یا راہب افضل ہے اس نے ایک پتھر لیا اور دعا کی اے اللہ اگر تیری بارگاہ میں جادوگر کے معاملے کے مقابلے میں راہب کا معاملہ زیادہ محبوب ہے تو اس جانور کو مار دے تا کہ لوگ گزر سکیں پھر اس نے وہ پتھر اس جانور کو مارا تو وہ جانور مر گیا اور لوگ گزرنے لگے وہ لڑکا راہب کے پاس آیا اور اِس بارے میں بتایا راہب نے اس سے کہا اے میرے بیٹے آج تم مجھ سے افضل ہو گئے ہو اور تمھاری جو کیفیت ہوگی ہے مجھے لگ رہا کہ عنقریب تم کسی آزمائش میں مبتلا ہو جاؤ گے اگر تم آزمائش میں مبتلا ہو جاؤ تو کسی کو میرے بارے میں نہ بتانا۔
وہ لڑکا پیدائشی اندھوں اور برص کے مریضوں کو شفایاب کرنے لگا اور لوگوں کی ہر طرح کی بیماری دور کر دیا کرتا تھا بادشاہ کے ایک صاحب نے جو اندھا تھا اس کے بارے میں سنا تو بہت سے تحائف کے ہمراہ اس کے پاس آیا لڑکا بولا میں کسی کو شفا نہیں دیتا شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا وہ تمھیں شفا دے

دے گا وہ شخص اللہ پر ایمان لے آیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی پھر وہ صاحب بادشاہ کے پاس آیا اور پہلے کی طرح اس کی مجلس میں بیٹھا بادشاہ نے اس سے دریافت کیا تمعیں دوبارہ کس نے بینائی عطا کی ہے اس نے جواب دیا میرے پروردگار نے بادشاہ نے پوچھا کیا میرے علاوہ بھی تمعارا کوئی پروردگار ہے؟ اس نے جواب دیا میرا اور تمعارا پروردگار اللہ ہے بادشاہ نے اسے پکڑ لیا اور اسے اس وقت تک اذیت پہنچاتا رہا جب تک اس نے لڑکے کے بارے میں نہ بتا دیا پھر اس لڑکے کو لایا گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا اے نوجوان اب تمعارا جادو یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ تم پیدائشی اندھے اور برص کے مریضوں کو ٹھیک کر دیتے ہو لڑکا بولا میں کسی کو شفا نہیں دیتا شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے بادشاہ نے اس لڑکے کو بھی پکڑ لیا اور اسے اس وقت تک اذیت دیتا رہا جب تک اس نے راہب کے بارے میں نہ بتا دیا پھر اس راہب کو لایا گیا اور اسے کہا تم اپنا دین چھوڑ دو تو اس نے انکار کیا تو ایک آرا منگوایا گیا اور اس کے سر پر رکھ کر اسے چیر دیا گیا یہاں تک کہ وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا پھر بادشاہ کے مصاحب کو لایا گیا اور اس سے کہا تم اپنا دین چھوڑ دو اس نے انکار کیا تو وہ آرا اس کے سر پر رکھ کر اسے چیر دیا گیا اور وہ بھی دو حصوں میں تقسیم ہو گیا پھر اس لڑکے کو لایا گیا اور اس سے کہا گیا تم اپنا دین چھوڑ دو اس لڑکے نے انکار کر دیا بادشاہ نے اسے اپنے ساتھیوں کے سپرد کر کے حکم دیا اسے فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اگر یہ اپنا دین چھوڑ دے تو ٹھیک ہے ورنہ پہاڑ سے نیچے پھینک دینا وہ لوگ اس لڑکے کو وہاں لے گے اور اس پہاڑ پر چڑھ گے لڑکے نے دعا کی اے اللہ تو جیسے چاہے مجھے ان سے بچا لے پہاڑ میں زلزلہ آیا اور وہ سب مر گے وہ لڑکا بادشاہ کے پاس آیا، بادشاہ نے اس سے دریافت کیا تمعارے ساتھ جانے والے کہاں ہیں؟ لڑکے نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچا لیا بادشاہ نے اسے اپنے دوسرے ساتھیوں کے حوالے کیا اور حکم دیا اسے ساتھ لے جاؤ اور ایک کشتی میں سوار کر کے سمندر کے درمیان میں لے جانا اگر یہ اپنا دین چھوڑ دے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے سمندر میں پھینک دینا وہ لوگ اس لڑکے کو ساتھ لے کر چلے لڑکے نے دعا کی اے اللہ تو جیسے چاہے مجھے ان سے بچا لے وہ کشتی الٹ گی اور وہ سب لوگ ڈوب گے وہ لڑکا پھر بادشاہ کے پاس آیا بادشاہ نے اس سے دریافت کیا تمعارے ساتھیوں کا کیا انجام ہوا؟ اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچا لیا پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا جب تک تم میری ایک بات نہیں مان لیتے تم مجھے قتل نہیں کر سکو گے بادشاہ نے دریافت کیا وہ کیا بات ہے؟ لڑکا بولا تم لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرو اور پھر مجھے ایک درخت پر لٹکا دو پھر

میرے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر اسے کمان پر چڑھاؤ اور یہ کہو اللہ کے نام سے آغاز کرتا ہوں جو اس لڑکے کا پروردگار ہے پھر تم مجھے تیر مارنا اگر تم نے ایسا کر لیا تو تم مجھے قتل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور اس لڑکے کو ایک درخت پر لٹکا دیا پھر اس نے اس کے ترکش سے ایک تیر نکالا اسے کمان پر چڑھایا اور بولا اللہ کے نام سے آغاز کرتا ہوں جو اس لڑکے کا پروردگار ہے پھر اس نے وہ تیر اسے مارا تیر اس لڑکے کی کنپٹی میں پیوست ہو گیا اس لڑکے نے کنپٹی پر تیر لگنے کی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھا اور فوت ہو گیا۔

سب لوگ بولے ہم لڑکے کے پروردگار پر ایمان لاتے ہیں ہم لڑکے کے پرودرگار پر ایمان لاتے ہیں ہم لڑکے کے پرودرگار پر ایمان لاتے ہیں بادشاہ کو اس بات کی اطلاع ملی اور اس سے کہا گیا آپ نے غور کیا کہ آپ جس چیز سے بچنا چاہ رہے تھے اللہ کی قسم وہی ہوا لوگ ایمان لے آئے پھر بادشاہ کے حکم کے تحت گلیوں میں خندقیں کھودیں گی اور ان میں آگ جلادی گئی بادشاہ نے حکم دیا جو شخص اپنا دین نہ چھوڑے اسے ان میں پھینک دینا یا لوگوں سے یہ کہا گیا تم آگ میں کود جاؤ تو انہوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ ایک عورت آئی جس کے ساتھ بچہ بھی تھا وہ عورت اس میں چھلانگ لگانے کے بارے میں ہچکچاہٹ کا شکار ہوئی تو بچے نے اس سے کہا امی جان صبر کیجیے آپ حق پر ہیں (اور بے خطر آگ میں کود جائیں)

(صحیح مسلم، کتاب الزهد و الرقائق، باب قصة اصحاب الاخدود، رقم الحديث ۷۵۱۱)

امام شافعی کا وقت آخر:

شیخ مزنی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام شافعی جب مرض وصال میں مبتلا تھے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے پوچھا حضور کیا حال ہے؟ فرمایا دنیا سے کوچ اور احباب سے جدائی کا وقت ہے موت کا پیالہ پیش ہوا چاہتا ہے اور نتیجہ اعمال نکلنے والا ہے عنقریب اللہ کے دربار میں حاضری ہوگی کون جانے کہ میری روح جنت کی طرف روانہ ہوگی جس پر میں اس کو مبارک باد دوں یا نار کی طرف جس پر میں اس سے تعزیت کروں پھر آپ پر گریہ طاری ہو گیا اور آپ وجد کی حالت میں بار بار یہ شعر پڑھتے رہے۔

تعاظمنی ذهنی فلما قرنته بعفوک ربی کان عفوک اعظما

میرے گناہ بہت بڑے بڑے ہیں لیکن میں تیری رحمت کی طرف نظر کرتا ہوں تو وہ میرے گناہوں کی نسبت کہیں زیادہ

معلوم ہوتی ہے۔(تذکرۃ المحدثین،صفحہ ۱۱۷)

حضرت جنید بغدادی کا وقت نزع:

حضرت ابومحمد حریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی حالت نزع کے وقت ان کے پاس تھا اور وہ جمعۃ المبارک اور نوروز کا دن تھا وہ قرآن مجید پڑھ رہے تھے پس انہوں نے اسے مکمل کیا تو میں نے کہا ابوالقاسم اس حالت میں؟ فرمایا مجھ سے زیادہ کون اس کا حقدار ہے جبکہ میرا صحیفہ اعمال لپیٹا جارہا ہے۔

(رسالہ قشیریہ،صفحہ ۵۲۳)

حضرت مکحول شامی کی بوقت وفات کیفیت:

حضرت مکحول شامی رحمۃ اللہ علیہ پرغم غالب رہتا تھا جب لوگ ان کے مرض الموت میں ان کے پاس گے تو وہ ہنس رہے تھے ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا میں کیوں نہ ہنسوں جب اس سے فراق کا وقت آگیا ہے جس سے میں بچتا تھا (یعنی نفس وشیطان) اور میں جس کی امید رکھتا تھا اس کے پاس عنقریب پہنچ جاؤں گا۔(ایضا،صفحہ ۴۲۴)

سب کو کلمہ پڑھایا:

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب حضرت یحیٰی اصطخری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ہم ان کے گھر بیٹھ گے ہم میں سے ایک نے ان سے کہا کہ آپ اشھد ان لا الہ اللہ پڑھیں تو وہ سیدھے ہوکر بیٹھ گے پھر ہم میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور اس سے فرمایا اشھد ان لا الہ الا اللہ پڑھو پھر دوسرے کا ہاتھ پکڑا حتی کہ سب حاضرین پر شہادت کو پیش کیا پھر انتقال فرما گے۔(ایضا،صفحہ ۵۲۷)

حضرت عبداللہ بن مبارک کا آخری کلام:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے وفات کے وقت آنکھیں

کھولیں اور ہنس پڑے اور فرمایا

﴿لمثل هذا فليعمل العاملون﴾

ترجمہ کنزالایمان: ایسی ہی بات کے لیے کامیوں کو کام کرنا چاہیے

پھر انتقال فرم گے۔ (ایضا، صفحہ ۵۲۴)

مجھے بلند مقام دے دیا گیا:

حضرت فاطمہ فرماتی ہیں جب میرے بھائی حضرت ابوعلی روز باری رحمۃ اللہ علیہ کا وقت آیا اوران کا سر میری گود میں تھا انہوں نے اپنی آنکھوں کو کھولا اور فرمایا یہ آسمان کے دروازے ہیں جو کھول دیے گے ہیں یہ جنت ہے جو مزین کردی گئی ہے اور یہ ایک کہنے والا مجھے سے کہہ رہا ہے ہم نے تمعیں بلند رتبہ دے دیا ہے اگر چہ تم نہیں چاہتے تھے۔ (ایضا، صفحہ ۵۲۷)

حضرت احمد بن خضرویہ کی رحلت:

حضرت محمد بن حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حضرت احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ حالت نزع میں تھے ان کی عمر پچانوے سال ہوچکی تھی ان سے ان کے بعض احباب نے مسئلہ پوچھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگے اور فرمانے لگے اے بیٹے ایک دروازے کو میں پچانوے سال سے کھٹکھٹا رہا ہوں اور وہ اِس وقت میرے لیے کھلا ہے مجھے معلوم نہیں سعادت کے ساتھ کھلا ہے یا بدبختی کے ساتھ میرے پاس جواب کا وقت کہاں؟۔ (ایضا، صفحہ ۹۳)

ابومحمد خوشاب کو حسن سلوک کی امید:

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حضرت ابومحمد خوشاب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مرض الموت میں مبتلا تھے بڑے مطمئن اور حوصلے میں تھے انہوں نے مجھ سے فرمایا مجھے اپنے بارے میں اللہ تعالٰی سے حسن سلوک کی امید ہے۔ (الثبات، صفحہ ۱۸۲)

شیخ ابو بکر کے انتقال کا واقعہ:

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابو بکر بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے استاد محترم انہوں نے حدیث کا سماع کیا، فقہ کا علم حاصل کیا وہ تدریس کرتے اور وعظ فرمایا کرتے تھے انتہائی مؤدب تھے ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے ساتھیوں نے عرض کیا آپ ہمیں کوئی وصیت کر دیں تو فرمایا میں تمھیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں

ا۔اللہ سے ڈرتے رہو

۲۔خلوت میں بھی اس کا تصور ذہن میں رکھو اور میری اس حالت سے سبق سیکھو

۳۔میں نے اکسٹھ سال زندگی گزاری ہے مگر یوں لگتا ہے کہ میں نے دنیا دیکھی ہی نہیں

پھر اپنے ایک ساتھی سے فرمایا ذرا دیکھو میری پیشانی پر تمھیں پسینہ محسوس ہوتا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں فرمایا الحمد اللہ یہ اہل ایمان کی علامت کا اشارہ ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف اشارہ تھا جس میں ہے کہ

'' مومن پیشانی کے پسینہ کے ساتھ مرتا ہے ''

پھر انہوں نے مرتے وقت ہاتھ پھیلا کر یہ شعر پڑھا

ترجمہ: اے اللہ میں اپنا ہاتھ تیری طرف بڑھا رہا ہوں تو اسے اپنی رحمت کے ساتھ واپس کرنا ایسا نہ ہو کہ دشمن میری محرومی پر خوشی منائیں۔(الثبات، صفحہ ۱۷۹)

شیخ عبدالوہاب الانماطی کی وفات:

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شیخ عبدالوہاب الانماطی رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا ان کا جسم نحیف ہو چکا تھا وہ مجسمہ صبر بنے آرام سے لیٹے ہوئے تھے مجھے سے فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

(الثبات، صفحہ ۱۸۰)

امام احمد رضا خان کا آخری وقت:

امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا جب آخری وقت قریب آیا تو آپ نے سورہ یسین اور رعد شریف کی تلاوت سنیں وہ تمام دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہوتا ہے وہ پڑھیں پھر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پورا پڑھا پھر چہرہ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی اس کے بعد آپ اس دنیا سے کوچ کر کے جنت الفردوس میں جا بسے۔

(سوانح امام احمد رضا، صفحہ ۳۶۴)

الحمد اللہ ۷ شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ کو یہ رسالہ مکمل ہوا

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

rizwan.tahir1989@gmail.com

ماخذ ومراجع

۱۔قرآن مجید، کلام اللہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان
۲۔کنزالایمان، امام اہلسنت امام احمد رضا خان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان
۳۔موطاامام مالک، امام ابوعبداللہ مالک بن انس، جمعیۃ المکنز الاسلامی، قاہرہ، مصر
۴۔صحیح بخاری، امام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، مکتبۃ العصریہ، بیروت، لبنان
۵۔صحیح مسلم، امام ابی الحسن مسلم بن حجاج قشیری، مکتبۃ العصریہ، بیروت، لبنان
۶۔سنن ترمذی، امام ابی عیسی محمد بن عیسی ترمذی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان
۷۔سنن ابن ماجہ، امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ماجہ، دارالمعرفہ، بیروت، لبنان
۸۔الترغیب والترہیب، امام زکی الدین عبدالعظیم منذری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان
۹۔شعب الایمان، امام ابی بکر احمد بن حسین بیہقی، داراحیاء تراث العربی، بیروت، لبنان
۱۰۔الجامع لشعب الایمان، امام ابی بکر احمد بن حسین بیہقی، مکتبۃ الرشد، ریاض، سعودی عرب
۱۱۔الزھد، ابی عبداللہ امام احمد بن حنبل شیبانی، دارالحدیث، قاھرہ، مصر
۱۲۔الزھد، امام عبداللہ بن مبارک مروزی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان
۱۳۔المعجم الاوسط، الحافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، دارالحرمین، قاھرہ، مصر

۱۴۔شرح صحیح مسلم،محدث علامہ غلام رسول سعیدی،فرید بک سٹال،لاہور، پاکستان
۱۵۔انوارالحدیث،فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی،مکتبۃ المدینہ،کراچی، پاکستان
۱۶۔بہارشریعت،صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی ،مکتبۃ المدینہ،کراچی، پاکستان
۱۷۔عیون الحکایات،محدث ابی الفرج ابن جوزی،مکتبۃ المدینہ،کراچی، پاکستان
۱۸۔رسالۃ المذاکرہ،امام عبداللہ بن علوی حضرمی شافعی ،مکتبۃ المدینہ،کراچی، پاکستان
۱۹۔شکر کے فضائل،امام ابوبکر عبداللہ بن محمد قرشی ،مکتبۃ المدینہ،کراچی، پاکستان
۲۰۔کیمیائے سعادت، حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی،شبیر برادرز،لاہور، پاکستان
۲۱۔تنبیہ المغترین،علامہ ابی المواہب عبدالوہاب شعرانی ،مکتبہ اعلی حضرت ،لاہور، پاکستان
۲۲۔رسالہ قشیریہ،امام عبدالکریم ہوازن قشیری،مکتبہ اعلی حضرت ،لاہور، پاکستان
۲۳۔سوانح امام احمد رضا،علامہ بدالدین احمد قادری،اکبر بک سیلرز،لاہور، پاکستان
۲۴،روض الریاحین،علامہ عبداللہ بن اسد یافعی،اکبر بک سیلرز،لاہور، پاکستان
۲۵۔تذکرۃ المحدثین،محدث علامہ غلام رسول سعیدی،فرید بک سٹال،لاہور، پاکستان
۲۶۔محسن اہلسنت ،محمد عبدالستار طاہر، رضا دارالاشاعت،لاہور، پاکستان
۲۷۔الخیرات الحسان،امام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی ،اکبر بک سیلرز،لاہور، پاکستان
۲۸۔عجائب القرآن،شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفی اعظمی ،مکتبۃ المدینہ،کراچی، پاکستان
۲۹۔الثبات عند الممات،علامہ ابی الفرج جمال الدین ابن جوزی،مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت، لبنان